بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِیُخرِجَ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

• اللہ تعالیٰ نے قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لیے کرنا بھی سنّت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے، ایسا ہی بے زار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لیے جبتک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہیئے اور اُن سے محبت کرنی چاہیئے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تخلّقوا بلخلاق اللہ میں پیش کی گئی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صہ ۹۶-۹۷)
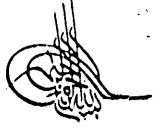
اس شمارے میں

--*-*-*-*-*

ستمبر ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر:- ظفر احمد سرور

خلیج کے بحران کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی اہم نصائح

عالم اسلام کے مصائب دُور ہونے کیلئے احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک

جماعت احمدیہ تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے قربانیاں پیش کرتی چلی جائے گی
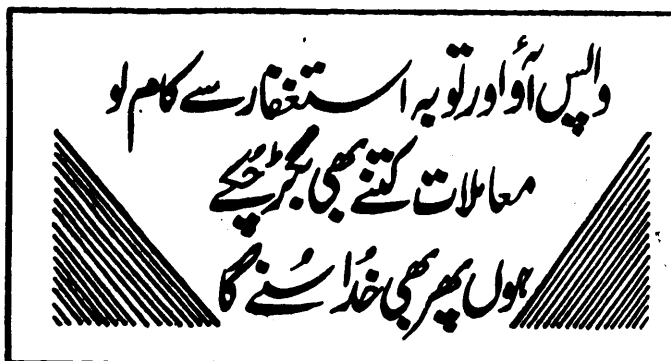
خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۳ ظہور ۱۳۶۹ ہش (۳ اگست ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات کی آیات نمبر ۱۰ - ۱۱ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا:-

عالمِ اسلام کے مصائب کی وجہ

یہ آیات جن کی مَیں نے تلاوت کی ہے، سورۃ الحجرات کی دسویں اور گیارھویں آیات ہیں۔ گذشتہ ۱۰ سال سے زائد عرصہ ہوگیا کہ عالم اسلام پر بہت سی بلائیں وارد ہو رہی ہیں اور عالم اسلام مسلسل مختلف قسم کے مصائب کا شکار ہے۔ اگر تو یہ مصائب اور یہ تکلیفیں غیروں کی طرف سے نازل کئے جا رہے ہوتے تو یہ بھی ایک بہت ہی تکلیف دہ امر تھا لیکن اس سے بڑھ کر تکلیف دہ امر یہ ہے کہ عالم اسلام خود ایک دوسرے کے لئے مصیبتوں کا ذمہ دار ہے اور دو حصوں میں بٹ کر مسلسل سالہا سال سے عالم اسلام کا ایک حصہ دوسرے عالم اسلام کے لئے مصیبتیں اور مشکلات پیدا کرتا چلا جارہا ہے۔

تیل کی دولت نے بہت سے مسلمان ممالک کو فوائد پہنچائے اور ساتھ ہی کچھ نقصانات بھی پہنچائے۔ نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ ان میں رفتہ رفتہ تقویٰ کی روح گم ہوگئی اور دنیا کی دولت نے ان کے رجحانات کو یکسر دنیا کی طرف پلٹ دیا۔ یہ بات آج کے مختلف مؤرخین بھی اپنی کتب میں لکھتے رہے ہیں اور آج بھی لکھ رہے ہیں کہ جب تک عالم اسلام غریب تھا اُس میں تقویٰ کے آثار پائے جاتے تھے لیکن تیل کی اِس دولت نے گویا اُن کے تقویٰ کو پھونک کے رکھ دیا ہے اور محض دنیا دار حکومتوں کی شکل میں وہ مسلمان حکومتیں ابھری ہیں جن کا اوّل مقام یہ تھا کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرتیں۔ اپنے ملک کے رہنے والوں کو تقویٰ کی تلقین کرتیں اور عالمِ اسلام کے باہمی تعلقات کو تقویٰ کی رُوح پر قائم کرتیں اور مسائل کو تقویٰ کی روح کے ساتھ حل کرتیں مگر ایسا نہیں۔

جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے یہ تعلیم نہ صرف عالمگیر ہے بلکہ ہر قسم کے امکانی مسئلے کو قرآن کریم نے چھیڑا بھی ہے اور اس کا ایک مناسب حل بھی پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ اس امکان کو بھی قرآن کریم نے زیر نظر رکھا کہ مختلف مسلمان ممالک کے درمیان اختلافات پیدا ہو جائیں اور اُن اختلافات کی شکل ایسی بھیانک ہو جائے کہ ان میں سے بعض دوسروں پر حملہ کریں اور مسلمان حکومتیں باہم ایک دوسرے کے ساتھ قتال اور جدال میں ملوث ہو جائیں۔ چنانچہ اس امکان کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ کریم فرماتا ہے .... کہ ہو سکتا ہے کہ بعض مسلمان طاقتیں بعض دوسری مسلمان طاقتوں کے ساتھ نبرد آزما ہو جائیں اور ایک دوسرے پر حملہ کریں۔ ایسی صورت میں تمام عالم اسلام کا مشترکہ فرض ہے کہ اُن کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی جائے .... اور اگر ایک طاقت دوسری طاقت کے خلاف باغیانہ رویہ اختیار کرنے پر مُصر رہے اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اس کا علاج یہ ہے کہ تمام عالم اسلام مل کر مشترکہ طاقت کے ساتھ اُس ایک طاقت کو زیر کریں اور مغلوب کریں اور جب وہ اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ اپنے فیصلوں کو احکامات الٰہی کی طرف لوٹا دے اور خدا کے فیصلے کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے تو پھر اس پر مزید زیادتی بند کی جائے اور از سرِ نو اُس طاقت اور دوسری طاقت کے درمیان جس پر حملہ کیا گیا ہے صلح کروانے کی کوشش کی جائے اور پھر یاد رکھو کہ اس صلح میں بھی تقویٰ کو پیش نظر رکھنا اور انصاف سے کام لینا۔ پھر انصاف کی تاکید ہے کہ انصاف سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پھر فرماتا ہے .... یاد رکھو کہ مومن بھائی بھائی ہیں .... پس ضروری ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح قائم کرو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات کی روشنی میں ایک بات قطعی طور پر واضح ہوتی ہے کہ عالم اسلام نے اپنے باہمی اختلافات میں قرآن کریم کی اس آیتِ کریمہ کی ہدایت کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اگر مسلمان طاقتیں قرآن کریم کی اس واضح ہدایت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے معاملات نپٹانے کی کوشش کرتیں تو وہ ایک لمبے عرصے تک جو نہایت ہی خون ریز عرب ایران جنگ ہوئی ہے وہ زیادہ سے زیادہ چند مہینے کے اندر ختم کی جا سکتی تھی۔ مشکل یہ درپیش ہے کہ دھڑا بندیوں سے فیصلے ہوتے ہیں اور تقویٰ کی رُوح کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ ۱۱ سال تک مسلمان ممالک ایک دوسرے سے بٹ کر آپس میں برسرپیکار رہے اور بعض طاقتیں بعض کی مدد کرتی رہیں لیکن اس اسلامی اصول کو نظر انداز کر دیا گیا کہ سب مل کر فیصلہ کریں اور سب مل کر ظالم فریق کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔ ایسی صورت اگر ہوتی تو صرف عرب اور ایران جنگ کا سوال نہیں تھا بلکہ پاکستان اور انڈونیشیا اور ملائشیا اور دیگر مسلمان ممالک مثلاً شمالی افریقہ کے ممالک، ان سب کو مشترکہ طور پر اس معاملے میں دخل دینا چاہیئے تھا اور مشترکہ طاقت کا استعمال کرتے ہوئے ظالم کو ظلم سے باز رکھنا چاہیئے تھا۔

عراق اور کویت تنازعہ

اب ایسی ہی ایک بہت تکلیف دہ صورت اور سامنے آئی ہے کہ اب ایران اور عرب کی لڑائی نہیں بلکہ عرب آپس میں بانٹے جا چکے ہیں اور ایک مسلمان عرب ریاست نے ایک دوسری مسلمان عرب ریاست پر حملہ کیا ہے۔ اسی سلسلے میں عرب ریاستوں کی جو سربراہ کمیٹی ہے جو ایسے معاملات پر غور کرنے کیلئے غالباً پہلے سے قائم ہے اُن کے نمائندہ کا اعلان میں نے سنا اور ٹیلیویژن پر اس پروگرام کو دیکھا اور مجھے تعجب ہوا کہ اس لمبے تکلیف دہ تجربے کے باوجود ابھی تک انہوں نے عقل سے کام نہیں لیا اور قرآنی اصول کو اپنانے کی بجائے اصلاح کی کوئی نئی راہیں تجویز کر رہے ہیں اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ وہ ممالک جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں وہ تمام اکٹھے ہو کر اس معاملے میں دخل دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور بعض مسلمان ممالک اُن سے دخل اندازی کی اپیلیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مغربی مفکر کا انٹرویو میں نے دیکھا۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ اس وقت عراق اور کویت کی لڑائی کے نتیجے میں کینسنٹرک CONCENTRIC دو دائرے قائم ہو چکے ہیں۔ یعنی ایک ہی مرکز کے گرد کھینچے جانے والے دو دائرے ہیں۔ ایک چھوٹا دائرہ ہے جو عالم اسلام کا دائرہ ہے۔ ایک بڑا دائرہ ہے جو تمام دنیا کا دائرہ ہے۔ اور ہم یہ انتظار کر رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ عالم اسلام کا دائرہ اس فساد کے مرکز کی طرف متوجہ ہو کر اس کی اصلاح میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن اس کے امکانات دکھائی نہیں دے رہے اور خطرہ ہے (انہوں نے تو خطرے کا لفظ استعمال نہیں کیا لیکن میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں) انہوں نے کہا کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ تمام دنیا کے وسیع تر دائرے کو اس معاملے میں دخل دینا پڑے گا۔

قرآن کی تعلیم کی طرف لوٹیں

اس مختصر خطبے میں میں عالم اسلام کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کی طرف لوٹیں تو ان کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت ہی قابل شرم بات ہے اور نقصان کا موجب بات ہے کہ ساری دنیا مسلمان ممالک کے معاملات میں دخل دے اور پھر ان سے اس طرح کھیلے جس طرح شطرنج کی بازی پر مہروں کو چلایا جاتا ہے اور ایک کو دوسرے کے خلاف استعمال کرے جیسا کہ پہلے کرتی چلی آئی ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقتیں اپنی دولت کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں۔ وہ تیل جس کو خدا تعالیٰ نے ایک نعمت کے طور پر اسلامی دنیا کو عطا کیا تھا، وہ تیل جہاں غیروں کے لئے عظیم الشان ترقیات کا پیغام لیکر آیا ہے اور وہ اس کے نتیجے میں اپنی تمام صنعت کو چلا رہے ہیں اور ہر قسم کی طاقت کے سرچشمے جن کی بنیادیں مسلمان ممالک میں ہیں اُن کے لئے فائدے کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ جہاں تک مسلمان ممالک کا تعلق ہے وہ اس تیل کو ایک دوسرے کے گھر پھونکنے اور ایک دوسرے کی مملکتوں کو جلا کر خاکستر کر دینے میں استعمال کر رہے ہیں امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس کے سوا اس کا آخری تجزیہ اور کوئی نہیں بنتا۔ اب بھی وقت ہے اگر عالم اسلام تقویٰ سے کام لے اور قرآن کریم کی اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کر لے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم طاقت اسلامی معاملات میں کسی طرح دخل دینے پر مجبور ہو اور ضروری ہے کہ ان دو قرآنی آیات کی تعمیل میں اس مسئلے کو جو آج بہت ہی بھیانک شکل میں اٹھ کھڑا ہوا ہے محض عرب دنیا تک محدود نہ رکھا جائے۔ کیونکہ جب آپ اسلام کے لفظ کو بیچ میں سے اُڑا دیتے ہیں اور ایک اسلامی مسئلے کو علاقائی مسئلہ بنا دیتے ہیں تو اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تائید اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ پس تعلیم قرآن میں کسی قوم کا ذکر نہیں ہے جو ہدایت قرآن کریم نے عطا فرمائی ہے۔ اس میں مسلمانوں کا بحیثیتِ مجموعی ذکر ہے اور اُن سب کو بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ ہرگز عرب مسئلہ نہیں ہے۔ یہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ اس میں انڈونیشیا کو بھی اسی طرح ملوّث ہونا چاہیئے جس طرح پاکستان کو۔ ملائشیا کو بھی اسی طرح ملوّث ہونا چاہیئے جیسے الجیریا کو یا دوسرے ممالک کو اور سب ممالک کا ایک مشترکہ بورڈ تجویز کیا جانا چاہیئے جو فریقین کو مجبور کریں کہ وہ صلح پر آمادہ ہوں اور اگر وہ صلح پر آمادہ نہ ہوں تو تمام عالم اسلام کی طاقت کو اس ایک باغی طاقت کے خلاف استعمال ہونا چاہیئے اور تمام غیر مسلم طاقتوں کو یہ پیغام دے دینا چاہیئے کہ آپ ہمارے معاملات سے ہاتھ کھینچ لیں اور ہمارے معاملات میں دخل نہ دیں۔ ہم قرآنی تعلیم کی رُو سے اس بات کے اہل ہیں کہ اپنے معاملات کو خود سلجھا سکیں اور خود نپٹا سکیں مگر افسوس ہے کہ اس تعلیم پر عمل درآمد کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔

تقویٰ کا فقدان

یہ عراق اور کویت کی لڑائی کا جو واقعہ ہوا ہے یا عراق کے کویت پر حملے کا، اس کے پس منظر میں بہت سی بد دیانتیاں اور عہد شکنیاں ہیں۔ صرف عربوں کے آپس کے اختلاف نہیں ہیں بلکہ دوسرے تیل پیدا کرنے والے اسلامی ممالک بھی اس معاملے میں ملوّث ہیں۔ چنانچہ انڈونیشیا ہے مثلاً۔ اس کو اپنے عرب مسلمان بھائیوں سے شدید شکوہ ہے کہ اوپیک کے تحت جو معاہدے کرتے ہیں اُن معاہدوں کو خود بعینہٖ راز توڑ دیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اجتماع کی طاقت سے جو فوائد حاصل ہونے چاہئیں وہ نقصانات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ملک جس طرح چاہتا ہے اپنا تیل خفیہ ذرائع سے بیچ کر زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس اس پس منظر میں بھی تقویٰ ہی کی کمی ہے۔ یہ معاملہ صرف عراق اور کویت کی جنگ کا نہیں بلکہ آپس کے معاملات میں تقویٰ کے فقدان کا معاملہ ہے اور جو بھی عالمی ادارہ اس بات پر مقرر ہو کہ وہ ان دونوں لڑنے والے ممالک یا ایک ملک نے جو حملہ کیا ہے،

اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل کریں، اس کا فرض ہوگا کہ وہ تہہ تک پہنچ کر تمام ان محرکات کا جائزہ لیں جن کے نتیجے میں بار بار اس قسم کے خوفناک حالات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس میں ایران کو بھی برابر شامل کرنا چاہیئے۔ کوئی مسلمان ملک اس سے باہر نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر یہ ایسا کرلیں تو جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی تائید تمہیں حاصل ہوگی اور لازماً تم ان کوششوں میں کامیاب ہو گے۔ پھر تاکیداً فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے بھائیوں کے درمیان، جو بھائی بھائی ہیں، صلح کرواؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ اختیار کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے۔

پس کوئی مسئلہ بھی جو اسلام سے یا قرآن سے تعلق رکھتا ہو تقویٰ کے بغیر حل نہیں ہوسکتا۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے تمام مسلمانوں کے مسائل کا مختصر تجزیہ لیکن ایسا تجزیہ جو تمام حالات پر حاوی ہے یوں فرمایا کہ

تقویٰ کی راہ گم ہو گئی۔

اسلام کا نام تو ہے لیکن تقویٰ کا راستہ باقی نہیں رہا۔ وہ ہاتھ سے کھویا گیا ہے۔ جب تقویٰ کی راہ گم ہو جائے تو پھر جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ پس میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے تمام ۔ ۔ ۔ بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں نہ صرف درد اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مہروں کی طرح کھیل رہے ہیں اور ہر ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے تقویٰ کو پکڑیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت کو جو آج دنیا میں ذلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور تمسخر کا سلوک ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے، تمام دنیا کی بڑی بڑی جابر طاقتیں بڑی حقارت سے عالم اسلام کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح ہیں جیسے طرح بلی کے ہاتھوں میں چوہا ہوا کرتا ہے اور جس طرح چاہیں ہم ان سے کھیلیں اور جب چاہیں سوراخ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کو دبوچ لیں۔ یہ وہ معاملہ ہے جو انتہائی تذلیل کا معاملہ ہے نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے اور عالم اسلام پر داغ پر داغ لگتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹیں۔ اس کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کی قربانیاں

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور آخری پیغام میرا یہی ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر، اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو۔ بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے بہت زیادہ پھڑک رہے ہوں لیکن وہ سر موجود نہ ہو جس کو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ پس واپس لوٹو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبۂ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اور وہ بات جو صدیوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے وہ دہاکوں کی بات بن جائے گی، وہ سالوں کی بات بن جائے گی۔ تم اگر شامل ہو یا نہ ہو۔ جماعت احمدیہ بہرحال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے۔ کرتی رہی ہے۔ آج بھی کر رہی ہے۔ کل بھی کرتی چلی جائے گی اور اس آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے نام لکھا جائیگا۔ پس آؤ اور اس مبارک تاریخی سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بہترین خدمتگار تمہیں مہیا ہوئے تھے جو خدا کے نام پر خدا کی خاطر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہر مشکل مقام پر تمہارے لئے قربانیاں کرنے کیلئے تیار بیٹھے تھے۔ تم نے ان سے استفادہ نہیں کیا اور ان کی خدمت سے محروم ہو گئے ہو۔ یہ اس دور کی عالم اسلام کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کو نصیحت

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ خواہ وہ آپ سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ خواہ وہ آپ کو اپنا بھائی شمار کریں یا نہ کریں، دعا کے ذریعے آپ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدد کرتے چلے جائیں اور حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی اس تعلیم کو کبھی فراموش نہ کریں کہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعویٔ حب پیمبرم

کہ اے میرے دل! تو اس بات کا ہمیشہ دھیان رکھنا، ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ تیرے دشمن یعنی مسلمانوں میں سے جو تیری دشمنی کر رہے ہیں، آخر تیرے محبوب رسول ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پس تو اس محبوب رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ہمیشہ ان سے بھلائی کا سلوک کرتا چلا جا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔"

"غضِ بصر پردے کی روح ہے"

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

"میں اس مردانہ اجتماع میں پردے کا ذکر اس لئے کرنے لگا ہوں کہ اول تو پردہ میں غضِ بصر والا حصہ مردوں سے بھی برابر کا تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ غضِ بصر پردے کی روح ہے جو سب کے لئے یکساں ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ موجودہ بے پردگی کے دور میں غضِ بصر کے حکم پر بڑی احتیاط اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔ اور کسی غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ اور اگر کبھی اتفاقاً نظر اٹھ جائے تو فوراً نظر نیچی کر لیں اس سے ۔ ۔ ۔ ان کے اندر تقویٰ کی روح ترقی کرے گی۔ اور ان کے نفسوں میں غیر معمولی پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور ضبطِ نفس کا مادہ بڑھے گا۔ اور ان کا کیریکٹر بلند ہو جائے گا۔ دوسرے خدام الاحمدیہ کو یہ بھی چاہیئے اور یہ ایک بڑی مردانہ قومی خدمت ہے کہ اگر ان کی بہنیں یا دوسری قریبی رشتہ دار لڑکیاں ہائی کلاسوں یا کالجوں میں پڑھتی ہیں اور وہ بیرونی فضا یا آزاد صحبت کے اثر کے ماتحت پردے کے معاملے میں غیر محتاط ہو رہی ہوں تو نصیحت اور مناسب نگرانی کے ذریعہ ان کے اس رجحان کو روکیں۔ پردہ عورتوں کی تعلیم اور ترقی میں ہرگز روک نہیں بنتا بلکہ صرف زینت کے برملا اظہار اور مردوں اور عورتوں کے ناواجب اختلاط کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے اور اس میں غیور احمدی بچوں کو ہمارا ہاتھ بٹا کر ثواب کمانا چاہیئے۔"

تحریک جدید

سیدنا حضرت فضلِ عمرؓ بانیٔ تحریک جدید کے اپنے الفاظ میں

(۱)
تحریک جدید کیا ہے

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔"

(روزنامہ الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

(۲)
تحریک جدید کو کیوں جاری کیا گیا

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۸)

(۳)
تحریک جدید میں شمولیت کیوں ضروری ہے

(ا) "میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئیگا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(ب) "کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے کہ اس تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں۔"

(خطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

(۴)
تحریک جدید مستقل تحریک ہے

"تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء، الفضل جلد ۲۶ نمبر ۲۷)

بقیہ صفحہ 9 سے

ہیں ان کو اسلام کی طرف منسوب کرنا ہی غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ حکومت سے کیوں محروم رکھا تو جہاں تک Categorical حکم ہے عورت کو کسی چیز سے محروم نہیں رکھا۔ وحی سے محروم نہیں رکھا۔ صرف نبوت سے محروم رکھا ہے اور اس کی بعض وجوہات ہیں۔ اس کی بناوٹ میں بعض ایسی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے اس کو مذہبی لیڈر نبوت کے مقام کا نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ اس سے نیچے جہاں تک ولایت کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ سے الہام پانے کا تعلق ہے، اس سے پیار کا تعلق ہے ہر مقام عورت کے لئے کھلا پڑا ہوا ہے اور اس میں آپ دیکھیں ہمارے حدیوں میں بھی مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ صاحب الہام اور صاحبِ کشف عورت تھیں۔ ہماری ایک رشتہ دار عورت جو تھیں، تو حضرت مسیح موعود کے بہت ہی خطرناک دشمن کی بیٹی لیکن حضرت مسیح موعود کے ایک چھوٹے سے بیاہی گئی تھیں یعنی وہ مرزا امام دین کی بیٹی تھیں جو حضرت مسیح موعود کا شدید اور گندہ دہن دشمن تھا۔ اس اندھیرے میں سے نکل کر وہ عورت آئی ہے اور اتنی نیک اور پاکباز تھی کہ حضرت فضل عمر سے میں نے خود سنا ہے کہ یہ وہ عورت ہے جس کو الہام بھی ہوتے ہیں اور کشف بھی ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے تو محروم نہیں کیا لیکن محروم اس ذمہ داری سے کیا ہے جس کا بوجھ اتنا تھا کہ عورت اس کو اٹھا نہیں سکتی تھی۔ اگر وہ بوجھ ڈالا جاتا تو ظلم ہوتا نہ کہ نہ ڈالنا محرومی ہے۔ اس لئے یہ تصور ہی غلط ہے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے یہ کہا جاتا ہے کہ عورت اگر lead کرے گی تو وہ قوم کو ہلاک کر دے گی اور تباہ کر دے گی یہ تحقیق طلب معاملہ ہے۔ جہاں تک مغربی قوموں کا تعلق ہے یہاں ان کا تجربہ بتاتا ہے کہ بعض صورتوں میں عورتوں کا lead کرنا زیادہ مفید ثابت ہوا ہے جن کا ٹلچر میں نے بتا دیا ہے۔ تو عورت کی لیڈرشپ کا معاملہ غور طلب ہے۔"

(مجلس سوال و جواب سڈنی ۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

حقوق العباد میں سب سے پہلا حق

خدمتِ والدین

عبادت نام ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق تو ظاہر ہیں کہ شرک نہ کیا جائے اور اس کی عبادت صدقِ دل اور اخلاص سے کی جائے۔ حقوق العباد میں "والدین کے حقوق" بھی ہیں قرآن پاک میں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ میرا شکر کرو اور والدین کا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے بعد والدین کی فرمانبرداری اور اُن سے احسان کا ذکر فرمایا۔ اور اپنے شکر کے ساتھ ماں۔ باپ کے شکر کو ملا دیا۔ اس سے والدین کی عظمت اور برتری کا پتہ چلتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ اُن سے ادب اور احترام سے پیش آؤ۔ اُن کی فرمانبرداری کرو۔ جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ کوئی ایسی بات نہ کہو۔ جو اُن کو رنجیدہ کرنے والی ہو۔ گستاخی سے پیش نہ آؤ۔ اُن سے صورت جھڑکو۔ تواضع اور انکساری سے پیش آؤ اور ان کے لئے پروردگار سے دُعا کرتے رہو کہ اے مولا کریم ان پر رحم کر جیسا کہ وہ بچپن میں مجھ پر رحم اور شفقت کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے خدمتِ والدین کے متعلق بڑی وضاحت کے ساتھ احکامات بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے ان کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے والدین سے حُسنِ سلوک کی سفارش کی ہے۔ پس جن وجودوں کے لئے خود خدا تعالیٰ سفارش کرے۔ ان سے لاپرواہی کرنے والا کتنا بے نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت صرف یہ احکامات دے کر بس نہیں کی بلکہ اپنے پیغمبر کو بتایا کہ والدین کی رضا میں میری رضا اور ان کی ناراضگی میں میری ناراضگی پوشیدہ ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ دوسرے گناہوں کی سزا اگر چاہیں تو قیامت تک اٹھا رکھتے لیکن ماں باپ کو دکھ دینے والوں کو سزا اسی دُنیا میں دے دیتے ہیں۔ پس کتنا خوش نصیب ہے وہ آدمی جو اپنے والدین کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔۔۔ لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کی خدمت پوری طرح کرتے ہیں۔ جب کسی کی شادی ہو جاتی ہے اور بچے پیدا ہوتے ہیں تو اس کی ساری توجہ بیوی بچوں کی طرف ہو جاتی ہے ماں باپ کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے جبکہ آخری عمر میں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سہارا ہی نہ ملے۔ یا ملے تو اس میں کرب کی اذیت ملی ہوئی ہو تو اس کا کیا فائدہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس عمر میں ان سے حُسنِ سلوک کی سفارش کی ہے اور فرمایا کہ ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرو۔ یہی عمر تو ان کی خدمت کرنے کی ہے۔ خوش نصیب آدمی کا کام یہ ہے کہ وہ اس عمر میں

اُسی کی طرف خاص توجہ کرے اور ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس نے بوڑھے والدین کو پایا لیکن ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔

سچ تو یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کے احسانات کا بدلہ اِس دُنیا میں دے ہی نہیں سکتا۔ گو ساری عمر ان کی خدمت میں کیوں نہ گذر جائے

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہیں۔ مَیں ہر طرح سے ان کی خدمت کرتا ہوں حتیٰ کہ بستر پر ہی اُن کو کھلاتا پلاتا ہوں۔ رفع حاجت بھی وہیں کرتے ہیں۔ نئے کپڑے بدلواتا ہوں۔ بستر بھی خود صاف کرتا ہوں بالکل اسی طرح جس طرح وہ مجھے بچپن میں پالتے تھے۔ کیا مَیں نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے حضور نے فرمایا کہ تجھے پالتے وقت وہ تیری درازیٔ عمر کی دُعا کرتے تھے آج تُو اُن کی موت کے انتظار میں ہے کہ کب مرتے ہیں اور تب چھٹکارا حاصل کرتا ہوں۔ بھلا حق کیسے ادا ہوا۔

پس دُنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ قیمتی وجود اُس کے والدین ہیں۔ جو ہر وقت اس کی بہتری اور خیر و برکت کے لئے دُعا کرتے رہتے ہیں۔ دُنیا میں اُن سے زیادہ خیر خواہ، اُن سے زیادہ ہمدرد، اُن سے زیادہ ایثار اور قربانی کرنے والا اور کوئی نہیں۔ اولاد کی طرف سے اُن کو دُکھ بھی ملیں تو بھی اُن کی خیر خواہی میں کمی نہیں آتی۔ اپنے رب سے ان کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہر وقت دست بدعا رہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اُن کو دُکھ میں پڑا ہوا دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتے۔ ذرا اپنی بیچارگی۔ عجز اور بے بسی کا اظہار اُن کے سامنے کر کے تو دیکھو کہ کس طرح اُن کے دلوں میں شفقت اور محبت کا دریا جوش مارنے لگ جاتا ہے کہتے ہیں کہ وہ کونسا گناہ ہے جو ماں معاف نہیں کر سکتی۔ اور یہ صحیح ہے کہ ماں خدا کا جلوہ ہے۔ خدا کا پیار ہے۔ خدا کی خوشنودی ہے۔ ماں کی عظمت زمین سے بھی بھاری ہے اور باپ کا درجہ آسمان سے بھی بلند ہے۔ انہیں خوش رکھنا لازمی ہے۔

پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت میں لگ جائے۔ اور جو کچھ اس سے کوتاہیاں ہو چکی ہوں ان کی تلافی کر کے اپنے رب کو راضی کر لے کیونکہ یہی ایک آسان راستہ اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کرنے کا ہے۔

فرمودات حضرت مسیح موعود

- "ہمارا یہ اصول ہے کہ بنی نوع سے ہمدردی کرو" (سراج منیر صفحہ ۲۶)
- "ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لئے" (کشف الغطاء صفحہ ۱۳)

چار سوال اور اُن کا جواب

فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مجلس سوال و جواب سڈنی (آسٹریلیا) ۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء

مرتبہ : ملک یوسف سلیم صاحب

بشکریہ ماہنامہ خالد ربوہ ستمبر ۱۹۸۹ء

اِس سوال پر کہ نیچرل ازم اور فطرت میں کیا فرق ہے؟ حضور نے فرمایا نیچرل ازم اور فطرت اصل میں دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فطرت کے تقاضوں کو اِس طرح پُورا کرنا کہ فطرت Suppress نہ ہو بلکہ اس کو ڈائریکشن مل جائے اس کی chan-nelisation ہو جائے۔

نیچرل ازم کا آج کل جو تصوّر پایا جاتا ہے وہ وہ یہ ہے کہ انسان کی جو تمنا ہے اس کو پُورا کیا جائے۔ اِسی وجہ سے دنیا میں انارکزم (بدنظمی اور بے راہ روی) پھیلی جو اِسی تصوّر کی بگڑی ہوئی صورت ہے نیچرل ازم کے حامی کہتے ہیں کہ جب ہماری تمنا ہے کہ فلاں کی چیز لے لو تو کیوں نہ لیں، جس کا زور چلتا ہے اس کو لینا چاہیئے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے کہ کسی کا دل چاہ رہا ہے اور وہ نہ لے۔ تو جس کی ناخی اس کی بھینس کے تصوّر سے انارکزم بن گیا۔ یہ گویا فطرت کا بے محابا اظہار (Free expression) ہوتا ہے۔ اب یہ آجکل جو مغربیت ہے وہ اِس طرف داخل ہو گئی ہے، تیزی کے ساتھ داخل ہوئی ٹکرا کر واپس بھی آ رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جانور جس طرح گندگی چاٹتے ہیں یہ اُن کا فطرتی اظہار ہے اسلئے انسان کو یہ گندگی چاٹنی چاہیئے اس کو لذّت زیادہ آئے گی۔ اور جو چاہو کرو، جس طرح مرضی اپنا اظہار کرو یہ فطرت ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ unhar-ness فطرت جو ہے وہ صرف Source of Power ہے اور Power کو اگر ڈائریکٹ کرو گے تو فائدہ پہنچائے گی۔ Indirected رکھو گے تو نقصان پہنچائے گی۔ یہ فلاسفی ہے اسلام کے کلچر کی۔ اسی لیئے اسلام اس کو پابند کرنا چاہتا

ہے۔ وہ کہتا ہے اُس کو رستہ دو، اس کو سلیقہ سکھاؤ اور رفتہ رفتہ پھر مزاج درست ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک بڑی problem یہ ہے کہ اِس وقت جو غالب کلچر ہے وہ مغرب کا ہے اس کلچر میں ڈوب کر ایک ایسے کلچر کا تصور کر لینا جو اس سے بالکل مختلف ہو یہ اسی طرح ہے جس طرح آپ سردیوں میں گرمیوں کا تصور نہیں کر سکتے۔ سخت سردی میں گرمی یاد ہی نہیں آتی۔ نہ انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ لحاف لے کے بیٹھا ہوگا۔ یہ دُوری ہے atmosphere کی تو It has to take some imagination to project oneself into another type of culture.

اسلامی کلچر طمانیت کا ذریعہ ہے

تو اسلام Supration نہیں کرتا۔ اسلام ایک اَور کلچر اختیار کرتا ہے۔ اُس نے ہر تمنا کے پورا کرنے کے لیے ایک رستہ رکھا ہے۔ اب مثلاً اسلام نے فیملی لائف کا جو تصور پیش کیا ہے اس میں یہ ہدایت کی ہے کہ وفا رکھنی چاہیے کہ بے حیائی نہیں کرنی، یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ اِس کا مطلب یہ تو نہیں کہ انسان بعض لذتوں سے محروم ہو گیا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب تم بعض لذتیں بغیر قانون کے pursue کرو گے تو بعض اَوروں کی (cost) قیمت پر کرو گے اور اس طرح تمہاری خوشی کا Sum total آگے نہیں بڑھے گا بلکہ سوسائٹی میں دُکھ پیدا ہو جائیں گے۔ اگر تمہاری بچپن سے تربیت ایسی ہو کہ تم نے وفا کرنی ہے اور Strict رہنا ہے تو اس زندگی میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ مزہ اُٹھا رہے ہوگے۔ یہ ہے فلاسفی، تو جنہوں نے وہ زندگی کبھی دیکھی نہ ہو سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان کو ایسی بے اختیاری لگتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم قید ہو جائیں، محدود ہو جائیں؟ یہ تو کوئی زندگی نہیں رہے گی۔ حالانکہ بعض معاملات میں وہ قید ہوئے ہوئے ہیں اور وہی ان کو زندگی نظر آ رہی ہے۔ مثلاً جو اقتصادی حفاظتیں ہیں قانون کی، یہ قید ہی تو ہے اَور کیا چیز ہے؟ یہ قید ان کو نظر نہیں آتی کیونکہ عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بالکل ٹھیک ہے، یہ ہمارا حق ہے اور دوسرے کا حق ہے کہ ہم اس میں دخل نہ دیں۔ تو جب دوسرے کی خواہشات پر خدا ان کو Harness کرتا ہے ان کو قید کرتا ہے تو جو لوگ آزادی کے عادی ہو چکے ہیں ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ ماحول نہیں ہے۔ جہاں ماحول دوسرا قائم ہو جائے وہ یہ نہیں سوچ سکتے کہ یہ چیزیں بھی ممکن ہیں یا نہیں۔ ایسی عورتیں جن کی تربیت اسلامی کلچر میں ہوتی ہے وہ خوشی سے مرنا پسند کریں گی بہ نسبت اس کے کہ اس قسم کی آزادیوں میں دخل دیں۔ میری بیوی سے ناروے میں ایک عورت نے سوال کیا جو بڑی کٹر عیسائی تھی اور تھی وہ پریس کی نمائندہ۔ تو آکے پریس کانفرنس میں خوب سر ٹکرایا کہ کسی طرح اسلام کی صداقت ثابت نہ ہونے دے۔ جو اس کے ساتھی تھے وہ اسلام کی تائید میں ہو گئے اور جو سننے والے عیسائی تھے وہ بھی تائید

میں ہو گئے اس پر یہ بڑی سخت مایوس اُٹھی تو اُس کو ایک ترکیب سُوجھی۔ اُس نے کہا میں آپ کی بیوی سے مل سکتی ہوں؟ میں نے کہا ہاں ضرور مل سکتی ہو۔ تو اس نے جاتے ہی آصفہ پر بہت ڈورے ڈالے، بڑی ہمدردی کی کہ آپ بیچاری تو قید ہیں، آپ کو محسوس تو ہوتا ہوگا کہ ہماری عورتیں باہر نکل رہی ہیں آپ بیچاری برقعے میں، تو بتائیے آپ کا کیا ردِ عمل ہے؟ اس کا خیال تھا کہ میں پریس میں دے دوں گی۔ آصفہ نے کہا میرا تو یہ ردِ عمل ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم لوگ ننگی کس طرح باہر پھرتی ہو؟ مجھے تو اس قدر شرم آتی ہے کہ تم نے میری سیر ہی تباہ کر دی ہے۔ باہر سیر میں چیزیں دیکھنے کے لیے نظر اُوپر اُٹھائیں تو کوئی نہ کوئی ننگا نظر آجاتا ہے۔ تمہاری دُنیا میں مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تم نے سارا منظر ہی تباہ کر دیا ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر وہاں سے بھاگی۔ میں جب پریس کانفرنس کے بعد اُوپر کمرہ میں جا رہا تھا وہ نیچے اُتر رہی تھی بڑی تیزی سے پر جھاڑتی ہوئی کہ کن لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ اس لیئے وہ لوگ سوچ ہی نہیں سکتے ہمارا کلچر اور ہے، ہماری تربیت اُور ہے۔

پس اصل بات یہ ہے کہ جب اسلام کا کلچر غالب آئے گا تب لوگوں کو سمجھ آئے گی کہ یہ ایک اطمینان کی زندگی ہے، اس میں طمانیت ہے، سکون ہے اور اسلام لذتوں سے محروم نہیں کر رہا بلکہ ان کے بدلے بہتر لذتیں عطا کرتا ہے۔ یہ ہے وہ فلسفہ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ باقی یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی کو اس کی سمجھ آجائے البتہ اس کا زیادہ تر انحصار اس بات پر ہے کہ انسان کوشش کرے، محنت کرے اور دعا سے کام لے تو آہستہ آہستہ تربیت ہوتی رہتی ہے۔

---

(۲)

دوسرے سیّاروں میں بھی زندگی موجود ہے

ایک دوست نے عرض کیا کہ کیا زندگی صرف ہماری دُنیا (universe) میں پائی جاتی ہے؟ حضور نے فرمایا ہم یہ اس لیئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ قرآن کریم قطعی طور پر اعلان کرتا ہے کہ دوسرے سیّاروں میں بھی زندگی (life) پائی جاتی ہے۔ جب تک آپ قرآن کریم کا مطالعہ کر کے یہ معلوم نہ کرلیں کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی ہستی کا کلام ہے جو مقتدر ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اُس وقت تک Submission نہیں ہو سکتی۔ بعض چیزوں میں ضروری نہیں کہ ہم مطمئن ہوں۔ بعض اسلام کی تعلیمیں ممکن ہے ہمیں سمجھ نہ آئیں لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اس قدر حیرت انگیز کتاب ہے کہ انسان اسے بنا ہی نہیں سکتا اور لازماً خدا نے بنائی ہے تو پھر آدمی تکبر بھول جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے مجھے سمجھ آئے یا نہ آئے لازماً یہی تعلیم درست ہے اسی میں میری بہتری ہے۔ پھر Submission پیدا ہو جاتی ہے ورنہ ہر چیز پر، ہر تعلیم کے ہر حصے پر تو کسی کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ ایک سٹیٹ میں آپ رہتے ہیں

اُس کے ہر کام پر آپ کہاں مطمئن ہوتے ہیں لیکن اُس سٹیٹ کو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ یہی قرآن کہتا ہے کہ جب میری ریاست میں آؤ گے تو تمہیں ماننا پڑے گا، یہ فیصلہ بے شک کر لو کہ میں نے اِس ریاست میں آنا ہے اور وہ فیصلہ ہوگا تمہارا بُنیادی باتوں کے بارہ میں۔ جب تمہیں بُنیادی باتوں پہ یقین آگیا تو پھر تمہیں تفصیلات پر بھی Submit کرنا پڑے گا۔ پھر یہ Choice نہیں ہے کہ اپنی سٹیٹ بنالو۔

پس یہ جو آپ نے بات کی ہے یہ بھی انہی چیزوں میں سے ہے جو قرآن کے اُوپر مومن کا یقین بڑھاتی ہیں اور انسان کو حیرت زدہ کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَ هُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ (الشوریٰ آیت ۳۰) کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ اور ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار (جس کو زولاجیکل لائف کہتے ہیں) پیدا کیے زمین میں بھی اور آسمان میں بھی وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔ اور وہ ان کو جمع کرنے پر جب وہ چاہے گا قادر ہوگا۔ تو یہ ایسا اعلان ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں انسان تصور کر ہی نہیں سکتا تھا۔ ساری دُنیا کے علم کو جمع بھی کر لیں تب بھی یہ تصور نہیں پیدا ہو سکتا تھا کہ دوسرے سیاروں میں ہماری طرح کی زندگی پائی جاتی ہے کیونکہ اُس وقت دوسرے سیاروں کا تصور ہی نہیں تھا۔ وہ تو سمجھتے تھے لالٹینیاں جل رہی ہیں، پلاسٹک کا خول ہے اس کے اندر ستارے جڑے ہوئے ہیں۔ ساری دُنیا یہ سمجھ رہی تھی آج بھی جن لوگوں کو پتہ نہ ہو اُن کا ابھی بھی بیچاروں کا یہی تصور ہے۔ ہماری ایک مائی ہے جس نے ہماری موتاں کو بھی پالا ہوا ہے۔ ایک دن مجھے یوں ہی خیال آیا اِنہی باتوں پہ غور کرتے ہوئے کہ حیرت انگیز کتاب ہے کہ اُس زمانے میں کائنات کا ایک ایسا واضح تصور پیش کر رہی ہے کہ آجکل روشنی کے زمانے میں بھی عام لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم رات باہر لیٹے ہوئے تھے میں نے پوچھا۔ مائی! یہ چاند کتنا بڑا ہوگا؟ تو وہ کہتی ہے کہ فٹ بال جیڈا تو ہووے گا۔ میں ہنس پڑا۔ بچیاں بھی ہنس پڑیں۔ انہوں نے خوب قہقہہ لگایا۔ اس پر مائی نے سمجھا میں نے غلطی کی۔ پھر کہنے لگی کہ نہیں نہیں وہڑے جیڈا تے ہووے گا۔ یعنی جتنا ہمارا صحن ہے اتنا تو ہوگا۔ تو آج کی روشنی کے زمانے میں جب کہ بہت ساری چیزیں خود بخود Penetrate کر گئی ہیں انسانی سوچ کی سطح اونچی ہو چکی ہے، آج بھی ایسے لوگ ہیں جو چاند کو زیادہ سے زیادہ "وہڑے جیڈا" سمجھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں یہ تصور پیش کرنا کہ زمین کے علاوہ جو آسمان موجود ہیں اُن میں ہماری جیسی مخلوق (دَآبَّة) چلتی پھرتی موجود قرآن کریم کی زندہ صداقت کی دلیل ہے۔

لفظ دآبّۃ کی تشریح

اب یہ جو لفظ دآبّۃ ہے یہ بہت دلچسپ ہے۔ عربی زبان میں دآبّۃ کا لفظ کسی روحانی مخلوق کے لیئے یا کسی جناتی مخلوق کے لیئے بولا ہی نہیں جاتا۔ ایک ہی تصور ہے۔ دآبّہ صرف اُس زوالوجیکل لائف کو کہتے ہیں کہ جس میں Motive System ہو اور چل کر زمین کے ساتھ کسی دوسری جگہ پہنچ سکے اس کو دآبّہ کہتے ہیں۔ اور خدا قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہا ہے کہ ہم نے دآبّہ پیدا کیئے ہیں۔ چنانچہ سائنسدانوں نے ابھی تک جو تحقیق کی ہے اس میں وہ حسابی طور پر اس امکان تک پہنچ گئے ہیں کہ حسابی لحاظ سے یہ ممکن ہے کہ اس زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں میں زندگی (Life) موجود ہے۔ سیاروں میں نہیں تو کچھ ستاروں میں ہوسکتی ہے لیکن وہ کہتے ہیں ہم تلاش کر رہے ہیں ابھی تک ہمیں ملی نہیں۔ لیکن جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ہوجائیں یہ تو ابھی بھی انسان تصور نہیں کرسکتا۔ خدا تعالیٰ نہ صرف یہ بتاتا ہے کہ زندگی دوسرے ستاروں میں موجود ہے بلکہ یہ بھی فرماتا ہے کہ اکٹھا کرے گا۔ یعنی یہ نہیں فرما رہا کہ اگر وہ چاہے۔ فرماتا ہے جب وہ چاہے گا اکٹھا کردے گا۔ یعنی خدا نے وہ وقت مقدر کر رکھا ہے کہ انسان اُس مقام پر پہنچے گا جب زندگی اتنی Develop ہوجائے گی کہ وہ ہمارے ساتھ ملادی جائے گی۔ اس لیئے کسی مسلمان کے لیئے تو یہ جائز ہی نہیں کہ وہ یہ سوچے کہ صرف ہم ہی ہیں اِس دنیا میں۔

بائیبل موجودہ زمانہ کا ساتھ نہیں دیتی۔

جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے بائیبل میں اِس قسم کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کسی پرانے زمانے کی کتاب ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ بائیبل غلط کہتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ جس انسان کو مخاطب کرے اُس کا اُس زمانے سے تعلق ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم کا زمانے سے تعلق تھا اس لیئے اُس زمانے کے بارے میں اس نے باتیں کی ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک زندہ کتاب ہے جس کا تعلق ہمارے زمانے سے بھی ہے۔ دنیا کی کسی آسمانی کتاب میں یہ بات نہیں ملے گی جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ باقی کتابوں کا اتنا محدود تصور ہے کہ گویا خدا صرف اِسی دُنیا کے لیئے ہے بلکہ دُنیا کے ایک حصّے کے لیئے ہے۔ ہر مذہب کا جو تصور ہے وہ صرف دُنیا کے متعلق نہیں بلکہ دنیا کے ایک حصّے کے متعلق ہے۔ مثلاً ہندو مذہب ہے لگتا ہے ہندوستان کے سوا دُنیا میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، زرتشتیوں کا مذہب بتاتا ہے کہ ایرانیوں کے سوا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ ایک قرآن ہے صرف جو کہتا ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں خدا نے نبی بھیجے ہیں اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اسلام عالمی مذہب ہے، نہ صرف عالمی مذہب ہے بلکہ element ہے کیونکہ اگلے وقتوں کی باتیں کرتا ہے جو اُس زمانے کے لوگوں کا شعور ہے دوسرے مذاہب یہ نہیں کرتے۔ تو یہ ثبوت ہے اِس بات کا کہ قرآن Timeless اور Space less ہے۔ باقی ہم دوسرے مذاہب کو اس طرح Sanction نہیں کرتے کہ وہ غلط ہیں۔ ان کو

اگر یہ باتیں کہی جاتیں تو یہ باتیں اُن کو ہضم ہی نہیں ہونی تھیں، اُن کو سمجھ ہی نہیں آنی تھیں اس لئے پُرانے زمانے کے لوگوں کے علم کے مطابق خدا تعالیٰ نے اُن کو تعلیم دی تھی۔

---

(۴)

انسان اپنی قسمت بنانے میں آزاد ہے

ایک نوجوان قسمت کے بارہ میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اُن کا سوال یہ تھا کہ قسمت کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے سے بن چکی ہوتی ہے۔ کسی کی قسمت اچھی ہوتی ہے کسی کی خراب ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جس کی قسمت خراب ہوتی ہے کیا یہ اُس کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں اگر اسی طرح ہو جس طرح لوگ سوچتے ہیں پھر بھی اسے ناانصافی تو نہیں کہہ سکتے۔ دراصل اس میں گہرے غور اور موازنہ کی ضرورت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس قسم کا تصوّر درست نہیں ہے جس طرح لوگ کہتے ہیں کہ بنی بنائی قسمت ہوتی ہے نہ انسان از خود نیکی اختیار کر سکتا ہے نہ بدی۔ جیسا اُسے بنایا ہے ویسا اُس نے چلنا ہی چلنا ہے۔ قرآن اس تصوّر کو رد کرتا ہے۔ فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ۔ اور کئی اَور جگہ بھی قرآن کریم واضح کرتا ہے کہ ہر انسان اپنی قسمت بنانے میں آزاد ہے، اپنا رستہ پکڑنے میں آزاد ہے، اگر آزاد نہ ہوتا تو سزا کا سوال ہی نہیں تھا اس لئے قرآن کریم کی واضح آیات کے خلاف قسمت کا جو تصوّر ہے وہ جھوٹا ہے اور بہرحال غلط ہے۔ لیکن اگر Preconceived قسمت اس طرح کی ہو جس طرح کی کوئی Predetermined چیز ہو تو اس میں بھی عقلاً اعتراض ناانصافی کا نہیں پیدا ہوتا کیونکہ انسان یہ کبھی نہیں سوچتا کہ یہ جو امیبیا (کوبر کا کیڑا) بنایا خدا نے، اس سے بڑی ناانصافی کوئی اَور ہے؟ کیونکہ انسان اَور ہے اور یہ اَور ہے۔ یہ کیوں نہیں سوچتا کہ کُتّے سے ناانصافی کی ہے۔ جس بکری کو مَیں ذبح کر رہا ہوں اُس سے ناانصافی کی ہے۔ کیوں نہیں سوچتا اس لئے کہ اُس کا دل اور اُس کی زبان گواہی دیتی ہے کہ خدا مالک ہے اُس نے ایک ڈیزائن کیا ہے۔ اس ڈیزائن میں اس نے مختلف چیزیں تخلیق کی ہیں۔ جو جس طرح ہم Blind چیزیں بناتے ہیں یعنی بے حس چیزیں۔ کوئی اینٹ لگا دی مٹی کے اُوپر یا فلش کے اُوپر، کوئی نماز کی جگہ پر لگا دی اور کوئی کہیں لگا دی۔ بعض اینٹیں گندی ہو رہی ہیں بعض اینٹیں اچھی ہیں متبرک ہیں اُن سے پیار بھی کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ ناانصافی ہے بھی یا نہیں۔ جب Plan of things میں مختلف Parts ہوں تو لازماً کچھ Parts کہیں کے ہوں گے اور کچھ کہیں کے۔ اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ Plan of things ہے کیا؟ اس صورت میں ناانصافی نہیں کہلائے گی بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ مالک ہے، یہ اس کا ڈیزائن ہے۔ اس لئے ڈیزائن کے لازماً Parts بنتے ہیں۔ ناانصافی کیسے ہو جائیگی؟ یہ تو ویسے ہی بات ہو گی جیسے ایک سرد ملک جی سے ریلوے کے حا... کے بارہ میں باتیں ہو رہی

نہیں۔ سردار جی نئے نئے ریلوے کے وزیر بنے تھے۔ ریلوے کا کوئی افسر وضاحت کر رہا تھا کہ حادثات کیوں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے کہا حضور! جو فرنٹ کے ڈبے ہوتے ہیں ہمیشہ اُن کے حادثات ہوتے ہیں تو سردار جی نے کہا۔ تم بڑے بیوقوف ہو فرنٹ کے ڈبے لگایا ہی نہ کرو، یہ تو ناانصافی ہے کہ بعض ڈبے فرنٹ کے لگائے جائیں۔ تو Plan of things میں لازماً ایک فرنٹ ہوگا اور ایک بیک ہوگا۔ اس کے بغیر existance قائم نہیں ہوسکتی۔ تو اس لیئے جب نیچر میں توازن ہے تو کچھ چیزیں آگے ہوں گی کچھ پیچھے ہوں گی، اس میں ناانصافی کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن بہرحال Predetermined تقدیر کی جو بات آپ کرتے ہیں وہ اِن معنوں میں درست نہیں۔ ویسے تو تقدیر ہے لیکن اس کی لمبی تفصیل ہے۔ یہ ساری چیزیں کراچی اور لاہور کی مجالس میں بیان ہو چکی ہیں۔ کیسٹ لائبریری کی صورت میں Available ہوگئی ہیں۔ آپ کو کسی مضمون کے بارہ میں معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو آپ لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔

---

(۴)

عورت کی حکمرانی کا مسئلہ

ایک خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں خصوصی قابلیت رکھنے والی عورتیں جو بعض اوقات مُردوں سے بھی زیادہ قابل ہوتی ہیں اب بے شک وہ ذہنی طور پر اور کچھ مثالوں میں جسمانی بوجھ اُٹھانے کی طاقت مردوں سے بھی زیادہ رکھتی ہیں، کیا سلوک ہے۔ جبکہ مرد گھر سے باہر کا نظام چلانے کے قابل ہوتے ہیں اور اُن کے لیئے ایسی عورت جواُن سے ذہنی طور پر سبقت رکھتی ہو احساسِ کمتری کا باعث بنتی ہے اور ایک قسم کا چیلنج ہوتی ہے۔ اکثر اسلام کو جاننے والے علماء فرماتے ہیں کہ عورت اپنی جسمانی کیفیات کی وجہ سے یا ساخت کی وجہ سے مُلک کی باگ ڈور اور بڑے بڑے عہدوں کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی لیکن کچھ ایسے ممالک جہاں اسلام رائج نہیں ہے مثلاً بھارت، سری لنکا اور انگلستان میں ایسی عورتیں حکومت کر رہی ہیں جو مردوں سے زیادہ احسن طور پر اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اسلام میں بھی خصوصی قابلیت کی عورت کو اپنی قابلیت سے دوسروں کو مستفید کرنے کا موقع ملتا ہے تو پھر ایسا کس صورت میں ہوگا؟

حضور نے فرمایا بات آپ کی کچھ ٹھیک ہے کچھ half baked ہے۔ بات یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو کسی ترقی سے نہ محروم رکھا نہ اسکی صفات) سے اگر وہ developed ہوں قوم کو محروم رکھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق تمام مسلمان علماء تسلیم کرتے ہیں، جو شیعہ نہیں ہیں کہ ہم نے آدھا دین حضرت عائشہ رضؓ سے سیکھا ہے۔ آپؓ لوگوں کو ایڈریس بھی کرتی تھیں، مسائل میں لوگ اُن سے جا کر ہدایت مانگتے تھے اور اُنکی رہنمائی کو قبول کرتے تھے۔ ایک صحابیہؓ کی گواہی پر حضرت عمرؓ نے اور بعض دوسرے خلفاء نے بڑے اہم فیصلے کیئے تو اس لیئے بعد کے مولویوں کے جو جاہلانہ تصورات

باقی صٓ پر

تحریکِ وقفِ نَو اور ماؤں کی ذمہ داری

آج جب کہ دُنیا گناہ اور گمراہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ ہر طرف کفر اور فسق و فجور کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا رہے ہیں۔ ان حالات میں دینِ حق ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کہ اپنی حسین تعلیمات اور صبح صادق کی مانند روشن کتاب کے ساتھ نیکی اور پاکیزگی کا مینار بنا ان اندھیروں کو دُور کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے۔ لیکن شیطانی قوتیں کب یہ چاہتی ہیں کہ نیکی کا یہ نشان دُنیا میں پھلے پھولے۔ لہٰذا سلمان رشدی جیسے کئی غلیظ لوگ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دینِ حق کے پاکیزہ دامن پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش میں سرگرمِ عمل ہیں۔

ایسے حالات میں ایک ایسی رُوحانی فوج کی ضرورت ہے جس کا ہر جرّی جوان اپنے سر پہ پاکیزہ اخلاق کا شملہ باندھے بلند کرداری کے گھوڑے پر سوار ہاتھ میں قلم کی تلوار لئے سینے میں ایمان اور قرآن کی حسین تعلیمات بسائے اور آنکھوں میں عزم و اعتماد کی چمکار لئے ان غلیظ لوگوں کو فتح کرنے کے لئے ان اندھیروں میں اُترے

اسی رُوحانی فوج کی تیاری کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب نے وقفِ نَو کی سکیم جاری کی ہے اور اس تحریک میں لڑکے اور لڑکیوں دونوں کو شامل کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آج پھر دینِ حق کو اس رُوحانی فوج کی ضرورت ہے جس میں مرد و عورت دونوں شانہ بشانہ سرگرمِ عمل ہو کر دینِ حق کے جھنڈے کو پوری دُنیا میں لہرا دیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رُوحانی فوج تیار کس رنگ میں ہو؟ اور اس کو فعّال اور مؤثر بنانے کی ذمہ داری کون اُٹھائے؟ دُنیا کی ایک مشہور شخصیت "نپولین" کے الفاظ ہیں:-

"تم مجھے اچھی مائیں دو میں تم کو
اچھی قوم دوں گا"

گویا اچھی قوم اس وقت تشکیل پا سکتی ہے جب اُس قوم کے ہر فرد کی تربیت ابتدائی زمانہ سے ہی بہتر اطوار پر کی گئی ہو۔ اور ابتدائی زمانہ کی اہم گائیڈ ماں ہوتی ہے۔ اگرچہ بچے کی تربیت و پرورش میں ماں باپ دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے لیکن ماں کی گود بچے کے لئے ابتدائی درس گاہ کی حیثیت رکھتی ہے جہاں سے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے۔ اس کا ہر نقش اس کے ذہن میں بیٹھ جاتا ہے۔

سو وقفِ نَو کی اس تحریک جس میں نئی نسل کو دین کے لئے وقف کرنا مقصود ہے اس لحاظ سے واقفینِ نَو کی ماؤں پر اُن کی تربیت کی بھاری ذمہ داری عائد کرتی ہے کیونکہ انہوں نے اس رُوحانی فوج کو اس رنگ میں تیار کرنا ہے کہ وہ دین کے لئے ہر لحاظ سے مفید و کار آمد ثابت ہوں۔ ان پھولوں

کی بہترین پرورش کے لئے چند ضروری باتوں کی
طرف توجہ مبذول کرنا بے حد ضروری ہے ۔

(۱) اوّلین چیز اولاد کی تربیت کے لئے پُرزور
دُعاؤں کا سہارا ہوتا ہے ۔ دُعاؤں کے ذریعے اپنی اولاد
کے نیک متقی اور پرہیزگار بننے کی متمنی ہوں ۔ ماں
کی دُعا کو تو ویسے بھی جنت کی ہوا سے تشبیہ دی
جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ حضور کی خدمت میں دُعا کے
خطوط لکھنا ضروری ہے تاکہ ان بچوں کے نام حضور
کی رُوحانی دعاؤں میں شامل ہوں ۔

(۲) گھر کا ماحول صحت مندانہ اور خالص دینی
ہو ۔ نمازوں کی طرف خصوصی توجہ دینا ضروری ہے ۔
کیونکہ بے نماز ماں کا بچہ کبھی بھی نماز کی ذمہ داری
خلوصِ دل سے قبول نہیں کر سکتا ۔ قرآن پاک کی
تلاوت اگر دن کے اکثر و بیشتر حصے میں ہوتی رہے
تو اس کے شیریں الفاظ بچے کے کان میں ہر وقت
امرت گھولتے رہیں گے ۔ اور اس کا ذہن روشن رہے گا ۔
چھوٹے چھوٹے دینی طرز کے سوالات کے ذریعے بچوں
کو بنیادی رُوحانی امور سے روشناس کیا جانا چاہیے ۔
بچے عموماً کہانیاں سننے کے شوقین ہوتے ہیں ۔ اس کے
لئے دینی کہانیاں ، بڑے بڑے اولیاء اور بزرگوں کی
کہانیاں اگر بچوں کو سنائی جائیں تو اس طرح بچے کے دل
میں تحریک پیدا ہوگی کہ وہ بھی ایسا ہی بنے ۔

(۳) حد سے زیادہ لاڈ پیار بچے کو ضدی
اور خود سر بنا دیتا ہے ۔ اس سلسلے میں حضرت
لقمان جان نے نہایت پیارا اصول بیان فرمایا ہے کہ
بچے کی غلطیوں کو کبھی معمولی نوعیت کی نہیں سمجھنا
چاہیئے کہ بچہ ہے خود ہی سمجھ جائے گا بلکہ پیار
سے یا کبھی ہلکی پھلکی ڈانٹ ڈپٹ سے اس بات کے
خلاف نفرت اس کے دل میں ڈالی جائے ۔

(۴) بچے کی صحت کی طرف خصوصی توجہ دینا ضروری
ہے کیونکہ لاغر بچے کو اگر اخلاقیات کا درس دیا
جائے وہ مجبوراً اپنی کمزوری اور بیماری کی وجہ سے
سدھرنے کی بجائے مزید بدمزاج اور چڑچڑا ہو جاتا
ہے ۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :

"بچے کو قسم قسم کی خوراک دی جائے ۔
گوشت ، ترکاریاں ، پھل دیئے جائیں
کیونکہ غذاؤں سے بھی مختلف قسم کے
اخلاق پیدا ہوتے ہیں ۔ پس مختلف
اخلاق کے لئے مختلف غذائیں کا دیا
جانا بہت ضروری ہے "
(منہاج الطالبین)

بچے کو صبح جلد اُٹھنے کی عادت ڈالنے سے اس
کی صحت پر نہایت مثبت اثرات ظاہر ہوتے ہیں
لہٰذا بچوں کو علی الصبح اُٹھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے ۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔
" اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو
اچھے آداب سکھاؤ "

جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ بچے کو پاکیزہ
اخلاق کے زیور سے بھی آراستہ کیا جانا چاہیئے ۔
اپنے بچوں کو ایسے سچے موتیوں کی مالا دیں جس کا
ہر موتی ایمان ، سچائی ، بہادری ، خود اعتمادی ، امانت و
دیانت اور فرمانبرداری کے حسن سے دیکھنے والے
کی آنکھ کو خیرہ کر دے ۔
بچے کے سامنے جھوٹ ، تکبر اور ترش روئی

سے پیش نہیں آنا چاہیئے کیونکہ بچے کا ذہن ایک سادہ سلیٹ کی مانند ہوتا ہے اس پر جیسا لکھ دیا جائے وہ انمٹ نقوش بن کر اس کے ذہن میں محفوظ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ بچے کا ذہن اِدھر اُدھر کی بیکار باتوں کی بجائے شروع ہی سے دینی علوم کی طرف مبذول کیا جائے کیونکہ اسی علم اور اخلاق کی بدولت ہی وہ اِس روحانی فوج میں شامل ہونے کا اہل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

"دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب ہے اور موزوں ہے جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔"

مندرجہ بالا باتوں کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ اس رُوحانی فوج کا ہر سپاہی چاند ستاروں کی مانند اس دُنیا میں اپنے روحانی جلوے دکھا سکے اور دینِ حق کی عظمت کو چار چاند لگا سکے اور شرم و حیا۔ تقدّس اور نیکی و پاکیزگی کی سچّی تصویر بن کر دینِ حق کے عظیم الشان، نورانی رُخ کی طرف دُنیا کی توجہ مبذول کروا سکے اور آنے والی نسل کو اپنی پاکیزہ گود میں کھلا کر ان کے اخلاق و اطوار کو سنوار سکے۔

پس واقفینِ نَو کی ماؤں سے یہی درخواست ہے کہ اس بابرکت سکیم کے تحت جو ذمہ داری اُن پر عاید ہوتی ہے اس کو معمولی مت سمجھیں بلکہ اپنی پوری کوشش اس عظیم ذمہ داری کو پورا کرنے پر صَرف کریں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور یہ دُعا ہر ماں کے لبوں پہ تمنّا بن کر اُبھرے کہ ؎

جن پر پڑیں فرشتوں کی رشک سے نگاہیں
اے مرے محسن ایسے انسان مجھکو دے دے
دُھل جائیں مل بدی سے سینے ہوں نور سے پُر
اِرامِنِ رُوح کا وہ درمان مجھکو دے دے

(کلام محمود)

سب کو دِکھا تُو شمعِ مُنَوَّر کا راستہ

اِک رہگذر اگر ہوئی مسدُود کیا ہُوا
ہر راستہ خدا ہی کے ہے گھر کا راستہ

تصویرِ کائنات میں جس کا جمال ہے
ہر شئے سے ہے عیاں اُسی دِلبر کا راستہ

اُس نے دِکھائی خود ہمیں یہ راہِ مُستقیم
جس پر چلے تو پا لیا رہبر کا راستہ

دُشمن کی آرزوئیں سبھی خاک ہو گئیں
ہم سے چھڑا سکا نہ ترے در کا راستہ

ظُلم و ستم، مخالفت، نفرت ہر ایک سے
ہم جانتے ہیں یہ ہے ستمگر کا راستہ

صبرِ جمیل، عزمِ صمیم، عجز و انکسار
اپنا لیا ہے ہم نے پیمبر کا راستہ

شکوہ کبھی زباں پہ ہماری نہ آئے گا
ہم چل رہے ہیں خالقِ اکبر کا راستہ

انجامِ کار اُن کو ملے گا کئے کا پھل
ناداں جو بھول بیٹھے ہیں محشر کا راستہ

عرضِ خلیق در پہ ترے ہے مرے قدیر
سب کو دِکھا تُو "شمعِ مُنَوَّر" کا راستہ

خلیق بن فائق گوکھاس پوری

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع

دُور و دراز سے آئے ہوئے چار صد سے زائد خدام واطفال کی شرکت

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع بتاریخ ۱۷-۱۸-۱۹ اگست ۱۹۹۵ء واشنگٹن میں منعقد ہوا۔ مرکزی روایات کا حامل یہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

تین روزہ اجتماع کے نمایاں پروگراموں میں مجلس شوریٰ کے علاوہ متعدد علمی، ورزشی مقابلہ جات بھی شامل ہیں۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن پاک، تقاریر، دینی معلومات، حفظِ قرآن کریم، ورزشی مقابلہ جات میں والی بال، رسہ کشی اور دوڑ وغیرہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ اِس طرح سے خالص دینی ماحول میں منعقد ہونے والا یہ اجتماع واشنگٹن ڈی سی میں نیشنل مسجد کے لئے خریدشدہ وسیع وعریض میدان میں دُعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

مجلس اطفال الاحمدیہ امریکہ کا یہ چوتھا سالانہ اجتماع تھا اطفال کی کل تعداد 95 تھی۔ تمام خدام اور اطفال کی رہائش کا انتظام اِسی وسیع میدان میں خیمے نصب کر کے کیا گیا تھا۔

افتتاحی اجلاس :-

مورخہ 17 اگست بروز جمعتہ المبارک افتتاحی اجلاس سے قبل 2 بجے بعد از دوپہر نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم ومحترم شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج امریکہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

نماز جمعہ کے بعد 3 بجے افتتاحی اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم۔ عہد اور نظم کے بعد مکرم شیخ صاحب نے خدام اور اطفال سے خطاب فرمایا۔ اِس کے بعد مکرم ومحترم مختار احمد صاحب چیمہ مبلغ نارتھ۔ ایسٹ ریجن نے نہایت مدلل رنگ میں خدام کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے عہد کے الفاظ کی جانب توجہ دلاتے ہوئے خدام کو زیادہ سے زیادہ وقت دین کے کاموں میں خرچ کرنے کی تلقین فرمائی۔

مجلس شوریٰ :-

یہ وہ مشاورتی ادارہ ہے۔ جس میں خدام الاحمدیہ سے متعلق اہم امور اور مجالس کی طرف سے آمدہ تجاویز (جو مجالس اپنے اجلاسِ عام میں پیش کر کے مرکز کو بھجواتی ہیں) پر غور وفکر کیا جاتا ہے۔ نیز یہی ادارہ آمد وخرچ کے بجٹ کا بھی جائزہ لیتا ہے۔ امسال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرز پر امریکہ میں بھی اِس کا اجراء کیا گیا۔

اجتماع سے قبل تمام قائدین مجالس کو اس مجلس شوریٰ کے بارے میں اطلاع دی گئی اور اُن سے کہا گیا کہ وہ اپنی مجالس میں نمائندگانِ شوریٰ کا انتخاب کروائیں اور اس شوریٰ کے لئے تجاویز بھی بھجوائیں۔ اسی طرح اُن کو ہدایت کی گئی کہ تجاویز کو بھجواتے وقت تبلیغ تربیت۔ تعلیم۔ اطفال اور مال کے شعبوں کو ترجیح دی جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت سی تجاویز موصول ہوئیں۔

مجلس شوریٰ زیرِ صدارت صدر مجلس خدام الاحمدیہ ڈاکٹر قمر احمد شمس منعقد ہوئی۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مکرم صدر صاحب نے شوریٰ کی غرض وغایت بیان کی اور پھر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ خاکسار محمد داؤد منیر نے شوریٰ کے سامنے تمام تجاویز کو باری باری پیش کیا۔ اِن تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

		صدر کمیٹی	
۱۔	سب کمیٹی تبلیغ	صدر کمیٹی	مسٹر ابوبکر
2۔	سب کمیٹی تربیت	"	ڈاکٹر خلیل محمود
3۔	" تعلیم	"	مسٹر شاہد سعید
4۔	" اطفال	"	مسٹر رشید احمد خالد
5۔	" مال		(مہتمم مال کے موجود نہ ہونے کی بناء پر صدر مجلس نے اس کی صدارت کی)

اِن تمام سب کمیٹیز کے اجلاسات نماز مغرب اور عشاء کے بعد منعقد ہوئے۔

اجلاس دوم :-

مورخہ 18 اگست بروز ہفتہ

$9\frac{1}{2}$ بجے صبح اجتماع کا دوسرا اجلاس زیرِ صدارت مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صدر جماعت واشنگٹن ڈی۔سی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد برادر ابوبکر صاحب مہتمم اصلاح وارشاد نے خدام سے Importance of Education کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد حُسنِ قرأت قرآن کریم اور حفظ قرآن کریم کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

اجلاس سوم :-

اجتماع کا تیسرا اجلاس ایک بجکر پینتالیس منٹ پر بعد از دوپہر منعقد ہوا۔ اِس اجلاس کی صدارت مکرم ومحترم نذیر احمد صاحب ایاز صدر جماعتِ احمدیہ نیویارک نے کی۔ اِس اجلاس میں مکرم ومحترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ سلسلہ نے خدام سے نہایت پُر اثر اور مدلل خطاب فرمایا جس میں آپ نے خدام کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کے خطاب کے بعد خدام کا تقریری مقابلہ ہوا جس میں کثیر تعداد میں خدام نے حصہ لیا۔ اور پھر آخر میں مکرم ومحترم ایاز صاحب نے خدام سے مختصر خطاب فرمایا۔

اجلاس چہارم :-

اِس اجتماع کی ایک اور خصوصی بات یہ تھی کہ ہماری درخواست پر جماعت ہائے امریکہ کے نائب امیر (اُس وقت قائمقام امیر) مکرم ومحترم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ظفر ڈیٹن سے تشریف لائے اور اجتماع کا چوتھا اجلاس آپ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن سے اس اجلاس کا آغاز ہوا جو مکرم
عظیم عزیز آف St. Louis نے کی اور بعد ازاں مکرم
عبدالحکیم آف St. Louis نے اپنی انگریزی میں لکھی ہوئی
نظم حاضرین کو پڑھ کر سنائی ۔ خدام کا تبلیغ کی طرف
رجحان پیدا کرنے کے لئے مکرم و محترم ناصر محمود ملک
صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے تبلیغی ورکشاپ کا
انتظام کیا ہوا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے نہایت عمدہ طریق
سے تبلیغ کی اہمیت ۔ ضرورت اور اس کے مختلف طریقے
خدام کے سامنے بیان فرمائے ۔ اس ورکشاپ کے
بعد ناظم اجتماع مکرم شاہد سعید ملک قائد مجلس
واشنگٹن ڈی سی نے اجتماع کے انتظامات کے بارے
میں اپنی رپورٹ پیش کی ۔ اور آخر میں قائمقام امیر
صاحب نے خدام سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا ۔ آپ نے
اپنے خطاب میں خدام کو بار بار تبلیغ کی طرف توجہ
دلائی اور فرمایا کہ موجودہ حالات میں اسلام کا غلط
تاثر غیر مسلم قوموں میں پایا جاتا ہے ۔ مگر صرف جماعت
احمدیہ ہی دنیا میں واحد جماعت ہے جو اسلام کا
حقیقی اور خوبصورت تصور پیش کر سکتی ہے ۔ آپ
نے خدام اور اطفال کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف بھی
توجہ دلائی ۔

آپ کے خطاب سے پہلے آپ نے مختلف خدام کو بہترین
خدمات بجا لانے پر خصوصی انعامات عطا فرمائے ۔
نماز مغرب وعشاء کے بعد ۱۰ بجے رات اراکین مجلس
عاملہ خدام الاحمدیہ امریکہ اور قائدین مجالس کی میٹنگ
ہوئی جو تقریباً رات ایک بجے تک جاری رہی ۔

اختتامی اجلاس :-

۱۹ اگست بروز اتوار ساڑھے
نو بجے صبح مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج
کی صدارت میں اختتامی اجلاس کی کاروائی شروع
ہوئی ۔ تلاوت اور نظم کے بعد شوریٰ کی سب کمیٹیوں
کے صدران نے اپنی اپنی کمیٹی کی سفارشات شوریٰ
کے سامنے پیش کیں ۔ زیر غور تجاویز اور کمیٹی کی
سفارشات پر شوریٰ کے نمائندگان نے اپنی رائے
پیش کی اور سفارشات کی منظوری کے لئے ووٹنگ
کروائی گئی ۔ ان سفارشات کو حتمی منظوری کے لئے
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی خدمت میں پیش کیا جائے گا ۔

شوریٰ کے بعد تقریب تقسیم انعامات و اسناد منعقد
ہوئی ۔ جس میں مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں
پوزیشن حاصل کرنے والے خدام اور اطفال میں مکرم شیخ صاحب
نے انعامات تقسیم کئے ۔ تقسیم انعامات کی کاروائی کے
بعد مکرم شیخ صاحب نے خدام اور اطفال اور دیگر حاضرین
سے خطاب فرمایا ۔ خطاب کے بعد خدام اور اطفال نے
اپنا عہد دہرایا اور پھر دعا کے ساتھ یہ تین روزہ اجتماع
بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا ۔ الحمد للہ

اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ :-

خدام الاحمدیہ کے پروگرام کے ساتھ
ساتھ مگر علیحدہ مخصوص جگہ پر اطفال الاحمدیہ کا
پروگرام جاری رہا ۔ امسال اس اجتماع میں
95 اطفال نے شرکت کی ۔ تمام اطفال نے

اپنے پروگراموں اور مقابلوں میں بڑے ذوق شوق سے حصہ لیا۔ اطفال کی دلچسپی کے لئے امسال ایک تعلیمی ٹور (Educational Tour) کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ 18 اگست بروز ہفتہ واشنگٹن ڈی۔سی کے مشہور تفریحی اور تعلیمی دلچسپی سے تعلق رکھنے والے مقامات کی سیر کروائی گئی۔ اس مقصد کے لئے ایک بس اور دو ویگنوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس ٹور کے آخر پر تمام اطفال کو واشنگٹن مشن ہاؤس لے جایا گیا جہاں اُن کی مٹھائی۔ بسکٹ اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔ مکرم نعیم احمد صاحب چوہدری قائد مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ جرسی نے اپنے دوسرے انصار اور خدام ساتھیوں کے ہمراہ اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کو انتہائی محنت کے ساتھ کامیاب بنایا۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

بہترین مجلس ایوارڈ :۔

سال 1989-90 میں اعلیٰ حسنِ کارکردگی کی بناء پر مجلس خدام الاحمدیہ ڈیٹرائٹ کو بہترین مجلس قرار دیا گیا۔ مکرم شیخ صاحب نے ڈیٹرائٹ مجلس کے قائد مکرم ڈاکٹر وجیہہ باجوہ صاحب کو بہترین مجلس 1990ء کی ٹرافی عطا کی۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہیوسٹن حسن کارکردگی کے لحاظ سے دوم قرار پائی۔ ہیوسٹن مجلس کے قائد مکرم منعم نعیم صاحب نے یہ انعام وصول کیا۔

ایک لاکھ ڈالرز کا وعدہ برائے نیشنل مسجد فنڈ

اجتماع کے اختتامی اجلاس کے دوران مکرم قمر احمد صاحب شمس صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ نے امریکہ کی مجلس کی طرف سے نیشنل مسجد فنڈ کے لئے ایک لاکھ ڈالرز کے وعدہ کا اعلان کیا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور اس وعدہ کو جلد از جلد پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

نمائش :۔

مقام اجتماع میں قرآن مجید اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم و دیگر کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور تصاویر کی نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس نمائش کو مکرم کلیم اللہ خان صاحب (آف واشنگٹن ڈی سی) نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا اللہ تعالیٰ اِن کو اعلیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

انتظام خوراک :۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ فلاڈلفیا اور جماعت احمدیہ فلاڈلفیا کے ممبران نے برادرم محمد جمیل صاحب (آف فلاڈلفیا) کی سرکردگی میں اجتماع میں شرکاء کے لئے کھانے کا اعلیٰ انتظام کیا۔ تینوں وقت کا کھانا مقام اجتماع میں ہی تیار کیا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اِن تمام خدام اور احباب کو اعلیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

مرتبہ :۔ محمد داؤد منیر
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ